غالب اکیڈمی میں طرحی مشاعرہ کا انعقاد

غالب اکیڈمی نئی دہلی میں وزارت ثقافت حکومت ہند کے تعاون سے ایک شاندار طرحی مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا۔ مشاعرہ میں زیادہ تر شعرانے میر کی پیدائش کے تین سو برس پورے ہونے پر غالب کے مصرعے'' کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا' پر طرحی غزلیں پیش کیں۔ مشاعرے کی صدارت ڈاکٹر جی آر کنول اور وقار مانوی نے کی۔ ڈاکٹر جی آر کنول نے اپنی تقریر میں کہا کہ بہت اچھا مشاعرہ ہوا۔ مشکل زمین میں اچھے شعر کہے گئے۔ گل رومانیت کا استعارہ بن گیا اور گل کی ردیف میں اچھے شعر نکل گئے۔ مشاعرے کی نظامت معین شاداب نے کی، انھوں نے کہا کہ ہر سال کی طرح آج کے مشاعرے میں نئے اور پرانے شعرا موجود ہیں۔ غالب کے دیوان میں ہر نسل کے لیے اپنے مطلب کے اشعار مل جاتے ہیں۔ مشاعرے میں اکتیس شعرانے اپنا کلام پیش کیا۔ منتخب اشعار پیش خدمت ہیں۔

تجربہ جو بھی ہو باعث توقیر بھی تھا	ایسا لگتا ہے کسی خواب کی تعبیر بھی تھا	جی آر کنول
بس کہ ششدر بھی تھا حیران بھی دلگیر بھی تھا	میں ترے سامنے آئینہ بھی تصویر بھی تھا	وقار مانوی
شبنم کی بوند، آنسو کی صورت بہائے گل	دلگیر کا بھی ساتھ، سحر دم نبھائے گل	ظفر مرادآبادی
میں سن رہا تھا کسی سے فسانہ خوانی شمع	خیال آیا سنوں اب اسے زبانی شمع	متین امروہوی
کیا جانے یہ جفا تھی کہ تھی یہ وفائے گل	شب بھر صدائیں آتی رہیں، ہائے ہائے گل	تابش مہدی
خنجر ہیں آستین اس کی چھپے ہوئے	پہنے ہوئے ہے گلچیں بظاہر قبائے گل	افضل منگلوری
اب کے نئے نظام نے ایسے ستائے گل	قصاب گل بھی کرنے لگے ہائے ہائے گل	شعیب رضا فاطمی
مرکز جوش جنوں، عقل کی تنویر بھی تھا	وہ مرا خواب مرے خواب کی تعبیر بھی تھا	کوثر پروین
ہر اشارہ دل ناداں کے لیے تیر بھی تھا	زخم کھانا مری قسمت مری تقدیر بھی تھا	نیر اعظمی
وہ مسیحا بھی تھا، مرشد بھی تھا اور پیر بھی تھا	جس کا ہر لفظ میرے واسطے اکسیر بھی تھا	شفا کجگانوی
سایۂ زلف میں اپنے یہ جو دل گیر بھی تھا	ایسا الجھا تھا کہ پابستہ زنجیر بھی تھا	زاہد علی خاں اثر
صبح کی اجلی کرن سے لکھی تحریر بھی تھا	سات رنگوں سے سجی شام کی تصویر بھی تھا	علینا عترت
شبنمی شخص کا لہجہ کبھی شمشیر بھی تھا	ہاں مگر عشق کے پردے میں کوئی پیر بھی تھا	انا دہلوی
آباد تتلیوں سے رہے گی سرائے گل	اک گل خرید لائیں گے ہم بھی برائے گل	جاوید مشیری
پیار کی رت میں کوئی لمحہ تاثیر بھی تھا؟	شعلہ حسن کسی آنکھ کی تقدیر بھی تھا؟	شاہد انور
اس گلبدن کے ہم کو بڑے راس آئے گل	صحرائے دل پہ جس کی نظر کھلائے گل	ارشد ندیم
وجہ تشکیل بھی تھا ، باعث تعمیر بھی تھا	میری تحریر بھی وہ شوخی بھی تھا	معین شاداب
بلبل تیرا قلق ہے ادھر ہے انائے گل	نالہ تیرا سنو کہ میں دیکھوں ادائے گل	کیلاش وششٹھ سمیر
محفوظ ہے چمن نہ سلامت قبائے گل	مایوسیوں میں ڈوبی ہوئی ہے صدائے گل	جمیل مانوی
گلشن عشق و وفا میں گل تاثیر بھی تھا	عشق پاکیزہ روایت کا ہمہ گیر بھی تھا	وفا اعظمی
وہ کسی روز بھی گھر آتے کبھی بھی ملنے	اپنے قابو میں ہی اتوار بھی تھا پیر بھی تھا	عمران عظیم
مجھ پہ تلوار تھی ترکش میں میرے تیر بھی تھا	مسند دل پہ میرے کوئی جہانگیر بھی تھا	عبدالرحمان منصور

اس موقع پر فاروق ارگلی، احمد محفوظ، نسیم بیگم، انجم جعفری، انمیش شرما، رچنا نرمل، حشمت بھاردواج، سرفراز احمد فراز دہلوی، انس فیضی نے بھی اپنے اشعار سنائے۔ مشاعرے کے آخر میں ڈاکٹر عقیل احمد نے وزارت ثقافت حکومت ہند کا اور شعرا و سامعین کا شکریہ ادا کیا اور اعلان کیا کہ غالب کی زندگی پر مبنی ڈراما 23 رفروری، شام غزل 24 رفروری شام چھ بجے اور سیمینار 25 رفروری 2024 صبح دس بجے ہوگا۔